REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۵ شمارہ ۲۳

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپیہ
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:-
۲۰ پونڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:-
دس پونڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

ایڈیٹر: منیر احمد خادم
نائبان: قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۶ر جون ۱۹۹۶ء | ۶ر احسان ۱۳۷۵ ہش | ۱۹ر محرم ۱۴۱۷ ہجری

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

1504.
Engr. M.Salam E.E.,
Power System Planning
Directorate,
H.P.S.E.B. Vidyut Bhawan,
SHIMLA - 171 004 (H.P.)

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۳۱ر مئی (ایم۔ ٹی۔ اے) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ ان دنوں یورپین ممالک کے دورہ پر تشریف لے گئے ہیں۔ ۲۴ر مئی کو حضور انور نے خطبہ جمعہ کے ذریعہ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کا افتتاح فرمایا۔ حضور انور نے قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے پُر معارف ارشادات کی روشنی میں جھوٹ سے بچنے اور زندگی کے ہر مرحلے پر سچ کو اختیار کرنے کی ایمان افروز نصیحت فرمائی۔

احباب جماعت حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

مذہبی انتہاء پسندی نے
کبھی دنیا کو سوائے بربادی کے کچھ نہیں دیا
ہندوستان میں مذہبی انتہاء پسندی کے فروغ کا ذمہ دار پاکستان کا مُلاں ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۰ مئی ۱۹۹۶ء)

لندن [۱۰ مئی]: سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے Friday the 10th کے سلسلہ میں فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ ہر ایسے دن خدا تعالیٰ کا کوئی انذاری یا تبشیری نشان ظاہر ہو مگر آج کی خبروں کو دیکھنے کے بعد مجھے یہ احساس ہوا کہ ہندوستان سے جو خبریں آ رہی ہیں ان میں ایک بہت بڑا انذاری نشان ہے جو مسلمانوں کو ہوش دلانے کے لئے اور اپنے اعمال کو درست کرنے کے لئے دکھایا جا رہا ہے۔ ہندوستان میں اس وقت بھارتیہ جنتا پارٹی کو انتخابات میں ہر دوسری جماعت اور سیاسی پارٹی پر انفرادی طور پر فوقیت حاصل ہو گئی ہے یعنی B.J.P. کو ہندوستان کے حالیہ انتخابات میں بحیثیت پارٹی سب سے زیادہ ووٹ ملے ہیں۔ یہ ایک نہایت اہم واقعہ ہے جس کا اثر گرد و نواح کے ممالک خصوصی طور پر پاکستان اور کشمیر پر پڑے گا۔

حضور نے فرمایا کہ اگر یہ استنباط درست ہے کہ اس واقعہ کا تعلق Friday the 10th سے ہے تو میں جماعت احمدیہ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس کے جو اثرات بھی ہونگے جماعت احمدیہ کے حق میں بہتر ثابت ہونگے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتلا آئے گا اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے خصوصیت سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل و فہم عطا کرے اور اگر اس میں ان کی کوئی آزمائش مقدر ہے تو خدا تعالیٰ ان کو اس آزمائش سے سربلندی کے ساتھ گزرنے کی توفیق دے۔

حضور انور نے قرآنی آیات کے حوالہ سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ غیب اور حاضر کا علم رکھنے والا ہے اور ظاہری و مخفی باتوں کی حقیقت کو جانتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر دیکھا جائے تو B.J.P. نے ابھی سے پروپیگنڈہ شروع کر دیا ہے کہ لوگ خواہ مخواہ ہمیں بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم انتہاپسند جماعت ہیں، ہمارے آگے آنے سے مسلمانوں پر مظالم ہونگے، ہم خونی انقلاب بپا کریں گے لیکن آپ دیکھیں گے کہ ہم کانگرس سے بھی بڑھ کر انصاف پسند ہونگے حالانکہ کل تک ان کے اعلانات یہ تھے کہ ہندوستان میں صرف ہندو کی جگہ ہے، مسلمان کے لئے کوئی جگہ نہیں، وہ باہر سے آ کر آباد ہونے والی قوم ہے اس لئے ان کو یہاں سے نکل جانا چاہئے اور اگر انہیں یہاں رہنا ہے تو پھر ہمارے سامنے گردنیں جھکا کر رہنا ہو گا۔ یہ ویسا ہی اعلان ہے جو پاکستان میں جماعت احمدیہ کے متعلق پہلے ہی کیا جا چکا ہے۔ اس طرح جو رسم پاکستان میں جاری کرنے کی کوشش کی گئی اب ہندوستان میں بھی جاری ہوگی اور اس کا نشانہ صرف احمدی ہی نہیں بلکہ سارے مسلمان ہونگے۔ B.J.P. کے دعاوی یہ تھے کہ سارے ہندوستان سے اسلام کا نام مٹا دیں گے۔ اگر مسلمان ہندو تہذیب اختیار کرے گا تو یہاں رہے گا۔ ان باتوں میں اہل فکر و نظر کے لئے عبرت کا سامان ہے کیونکہ میرے نزدیک اس انتہاپسندی کا ذمہ دار پاکستان کا ملاں ہے۔ اگر پاکستان کا ملاں نہ ہوتا تو ناممکن ہے کہ ہندوستان میں جاہلیت اس زور کے ساتھ سر اٹھاتی۔ اس ضمن میں حضور نے ۱۹۵۳ء کے فسادات کی تحقیقات کے دوران پاکستان کی سپریم کورٹ کے دور نامور مدبر اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے مالک جج صاحبان یعنی جسٹس منیر اور جسٹس کیانی کا حوالہ دیا کہ انہوں نے اسی وقت یہ سمجھ لیا تھا کہ ملاں صرف پاکستان کو ہی نہیں بلکہ ہندوستان کو بھی ایک بہت بڑے فساد کی طرف لے جا رہا ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۷ پر ملاحظہ فرمائیں

خدا ہماری تمام تدبیروں کا شہتیر ہے

(فرمان مسیح موعود علیہ السّلام)

"اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اُسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی دن ایسا نہ آتا کہ تم دُنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے؟ پھر اگر تم کو اس خزانے کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دُنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے خدا ایک پیارا خزانہ ہے۔ اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں۔ اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی اور جیسے گدھ اور کُتے مردار کھاتے ہیں انہوں نے مُردار پر دانت مارے۔ وہ خدا سے دور جا پڑے۔ انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی رُوح اُن میں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلے سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے۔ ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے اُن کے تمام اندرونی اعضا کاٹ دئے ہیں پس تم اس جذام سے ڈرو۔ میں تمہیں حدِ اعتدال تک رعایتِ اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اس خدا کو فراموش کرو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے۔ اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آ جائے کہ خدا ہی خدا ہے"۔ (بحوالہ ہماری تعلیم صفحہ ۱۷،۱۸)

جلسہ سالانہ برطانیہ

سیدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے امسال جلسہ سالانہ برطانیہ (یو۔ کے) مورخہ ۲۶ر ۲۷ر ۲۸ر جولائی ۱۹۹۶ء کو اسلام آباد ٹلفورڈ میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس میں شرکت کے خواہشمند حسب ہدایت نظارت اُمور عامہ تیاری فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ اس عالمی رُوحانی اجتماع کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

(ادارہ)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

آئندہ زمانے کی جنت کی تعمیر کے لئے

پردے کی روح کو سمجھنا اور اسے نافذ کرنا حد سے زیادہ ضروری ہے

عورت کا وقار اور عورت کی عزت اسلام کے پردے کی تعلیم سے وابستہ ہے

(خطاب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع جلسہ سالانہ مستورات بتاریخ ۲۹ جولائی ۱۹۹۵ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ، برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت سے خطاب کا آغاز فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ
يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ
يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۝
(سورہ الاحزاب: ۶۰)

قرآن کریم کی جو آیت سورہ احزاب کی ساٹھویں آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے یہ انہی آیات میں سے ایک ہے جن کی اس سے پہلے ابتداء میں تلاوت کی جاچکی ہے اور اس کا تعلق پردے سے ہے۔ پردے کا مضمون بارہا مجھے بیان کرنے کی توفیق ملی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وقت کے ساتھ ساتھ اس مضمون کو بیان کرنے اور سمجھا کر، کھول کر ذہن نشین کرانے کی ضرورت بڑھتی جارہی ہے۔ احمدیت ایک ایسے دور میں داخل ہو رہی ہے جہاں مختلف قوموں اور مختلف معاشروں سے احمدیت کا رابطہ بڑھ رہا ہے اور مختلف قدریں ہر سمت سے احمدیت پر اثرانداز ہونے کی کوشش کر رہی ہیں اور احمدیت تمام قدروں پر اثرانداز ہونے کی کوشش کر رہی ہے۔ پس جب اس طرح بڑے وسیع پیمانے پر دریاؤں کا امتزاج ہو تو یہ یکساں صورت نہیں رہا کرتی، کچھ اثر قبول کئے جاتے ہیں، کچھ اثر چھوڑے جاتے ہیں اور اس طرح باہم امتزاج سے جو وسیع پیمانے پر ہو ایک نیا مزاج ابھرتا ہے اور نیا مزاج ظاہر ہوتا ہے۔

پردے سے متعلق میں خصوصیت سے آج اس لئے آپ سے مخاطب ہوں کہ یہ امور جو میں نے بیان کئے ہیں ان کے نتیجے میں مختلف ممالک میں مختلف سوال اٹھتے رہتے ہیں اور مجھ سے پوچھے جاتے ہیں، مسلمانوں کی طرف سے بھی اور غیر مسلموں کی طرف سے بھی۔ اور اس کے علاوہ احمدیوں کی طرف سے بھی جو پاکستان میں یا ہندوستان میں بستے ہیں بارہا مختلف رنگ میں توجہ دلائی جاتی ہے۔ لیکن اس مضمون کو کھولنے سے پہلے جو میں قرآن کریم کی آیات اور احادیث کے حوالے سے کھولوں گا، میں مزید آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت احمدیت کا قافلہ بہت لمبا ہو چکا ہے۔ ایک سرا اس کا جو اگلا سرا ہے اس کی اور کیفیت ہے، جو سب سے آخر پر چل رہا ہے اس کی اور کیفیت ہے، بیچ میں مختلف مزاج اور مختلف نوعیت کے لوگ شامل ہیں۔ اس لئے ان سب کا مختصراً ذکر ضروری ہے تاکہ آپ کو پتہ چلے کہ پردے کے تعلق میں احمدی خواتین کیا مسلک اپنائے ہوئے ہیں اور کتنے مسلک اس جماعت کے اندر اس وقت Already یعنی پہلے ہی سے موجود چلے آرہے ہیں۔

سب سے آگے قافلے کے سر پر جو گروہ اس وقت گامزن ہے اس میں آپ پردے کو عموماً پاکستانی برقع کی صورت میں اس طرح دیکھتی ہیں کہ بعض دفعہ وہ شدت میں بہت زیادہ بڑھ چکا ہوا ہوتا ہے۔ میں نے بعض ویڈیوز دیکھی ہیں جو پاکستان میں تیار ہوئیں اور یہاں ایم۔ ٹی۔ اے۔ پر دکھانے کے لئے بھیجی گئیں لیکن دل میں تردد ہوا کہ ان کو اسی طرح پیش کیا جائے کیونکہ جب پردے کا تصور ایک عالمی حیثیت اختیار کر چکا ہو اور ہر نوع کے دیکھنے والے، ہر قسم کے دیکھنے والے ہوں تو محض ایک نمونے کو خالصۃً اسلامی نمونے کے طور پر پیش کرنا یہ پردے کے لئے ممد ہونے کی بجائے اس کی راہ میں حائل ہو سکتا ہے اور اس کے رد عمل ایسے ہو سکتے ہیں جو بالآخر اسلام کو فائدہ پہنچانے کی بجائے اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہوں۔ پس ایسا کس کر برقع باندھا ہو کہ صرف آنکھیں ننگی ہونے کا احتمال ہو اور اس پر بھی کالی عینک چڑھی ہو جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں عینک کا رواج ہی کوئی نہیں تھا، نہ بنائی جاتی تھیں، تو سوال یہ ہے کہ کیا یہی اسلامی پردہ ہے جس کو اختیار کرنا ہر مسلمان خاتون کا فرض ہے۔ اس کے علاوہ اس سے ہٹ کر جو بھی طرز اختیار کی جائے گی وہ غیر اسلامی ہوگی اگر یہ تصور ہے تو یہ غلط تصور ہے۔

پردے کی ایک روح ہے جسے تفصیل سے قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اور مختلف پہلوؤں سے اس پر روشنی ڈالی ہے اس روح کو جب تک ہمیشہ پیش نظر نہ رکھیں گی اس وقت تک آپ کو حقیقت میں علم ہو ہی نہیں سکتا کہ پردہ کیا ہے اور کن حالات میں کس حد تک اس میں نرمی کی گنجائش ہے، کن حالات میں مزید احتیاط کی ضرورت ہے۔ پس بجائے اس کے کہ محض کوئی ایک مسلک میں آپ کے سامنے پیش کروں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس قافلے کے سر پر تو ایسی خواتین آپ کو دکھائی دیں گی جن کے نزدیک ہاتھوں کا نظر آنا بھی پردے کے خلاف ہے، جن کے نزدیک آنکھیں اگر کسی کونے سے دکھائی دے جائیں تو وہ بھی بے پردگی ہے اور اس طرح یہ باہر پھریں تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ اگر مسلمان ہونگے تو یہ کرنا پڑے گا۔ اس کے برعکس ان کے پیچھے پیچھے کچھ ایسے لوگ ہیں جو درمیانی مزاج رکھتے ہیں۔ پردہ کرتے ہیں مگر اس سختی سے اپنے چہرے کو ڈھانپتے اور کستے نہیں ہیں کہ گویا چہرہ دکھائی دینا ہی بہت بڑا گناہ ہے۔ اور متلون مزاج بھی ہیں ان میں لیکن متدین مزاج بھی ہیں۔ متلون مزاج ان معنوں میں کہ کبھی احمدیوں میں آتے ہیں تو پردہ نسبتاً سخت ہو جاتا ہے، کہیں غیروں میں جاتے ہیں تو کچھ زیادہ ڈھیلا ہو جاتا ہے ان کو میں متلون مزاج کہتا ہوں۔ متدین مزاج وہ ہیں جو مناسب، متوازن طرز عمل کو ہر جگہ برابر اختیار کرتے ہیں۔ جو ان کا پردہ احمدی مجالس میں ہے وہی پردہ غیروں میں بھی جاکر ہوتا ہے۔ جو ایک ملک میں ہے وہ دوسرے ملک میں بھی چلتا ہے اور اس پہلو سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جب آصفہ زندہ تھیں تو ان کو میں نے اس معاملے میں ضرورت سے زیادہ سخت پردہ کرنے کا نہ کبھی کہا، نہ مناسب سمجھا کہ وہ وہی نمونہ پیش کریں جو اس سے پہلے پیش کیا جاتا رہا ہے۔ کیونکہ اس معاملے میں مختلف خواتین کا پس منظر، کس طرح ان کی تربیت کی گئی، کس ماحول میں وہ اٹھیں، کس ماحول میں ان کو پردہ سکھایا گیا یہ بھی ایک تعلق ہے اس پس منظر سے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی بیگم اس سے پہلے پردہ کیا کرتی تھیں۔ لیکن وہ ماحول جس میں اس پردے کی ضرورت تھی وہ اور تھا۔ اس بحث میں پڑے بغیر کہ کس حد تک وہ پردہ بعینہ اسلامی تھا، کس حد تک ضرورت سے زیادہ سخت تھا، میں نے آصفہ سے ہمیشہ یہ کہا کہ آپ وہ مناسب پردہ رکھیں جو بعض لوگوں پر دوبھر نہ ہو اور بعض لوگوں کو کھلی چھٹی بھی نہ دے۔ اپنے آپ کو سنبھال کر رکھیں۔ کچھ چہرہ اگر دکھتا بھی ہے تو میرے نزدیک کوئی حرج نہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام نے چہرے کو اس طرح کسنے کا حکم نہیں دیا۔ ہاں بعض حالات میں، بعض معاشروں میں جب کہ غیروں کے ساتھ مقابلے تھے جب کہ مسلمانوں میں بھی گروہ بٹ رہے تھے کوئی پردے کے قائل، کوئی بالکل کھلی چھٹی کر گئے تھے اس وقت احمدیت نے ایک خاص رنگ اختیار کیا ہے۔ اسے ہمیشہ کے لئے دائمی مثال نہیں بنایا جا سکتا۔

دائمی مثال وہی ہے جو قرآن کریم نے پیش فرمائی ہے اور اس میں تمام پہلو رکھے گئے ہیں۔ ہر صورت حال کا ذکر ہے۔ اور اس صورت حال میں پردے کے کیا معنے بنتے ہیں اس کے متعلق قرآنی تعلیم موجود ہے۔ پس یہ جو تعلیم آپ کے سامنے پیش کروں گا اس کے پیش نظر آپ خود اپنے لئے ایک راہ معین کریں۔

اس قافلے کا جس کا میں نے ذکر کیا ہے وہ بہت لمبا ہے۔ اس کے سر پر وہ خواتین ہیں جن کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ اس کے پیچھے وہ ہیں جو پردے کو بے عزتی سمجھتی ہیں اور پردے سے شرماتی ہیں۔ ان کا پردہ چھوڑنا ضرورت کے نتیجے میں نہیں بلکہ پردے کے حکم سے حیاء کرتی ہیں۔ اپنا جسم دکھانے میں ان کو حیاء محسوس نہیں ہوتی مگر قرآنی سنت کو اختیار کرنے میں ان کا دل حیاء محسوس کرتا ہے۔ اور اس پہلو سے بعض خاندان ہیں جماعت احمدیہ میں جو بعض دوسری باتوں میں بڑے مخلص دکھائی دیں گے مگر ان کی روایت بن گئی ہے کہ ہمارے خاندان میں پردہ نہیں آسکتا، ہم اونچے ہیں، پردہ تو پرانے زمانے کے لوگوں کا کام ہے، نسبتاً ادنیٰ ترقی یافتہ خاندانوں کا کام ہے۔

اسی طرح بعض پیشوں کے ساتھ پردے سے حیاء وابستہ ہوتی جارہی ہے مثلاً فوج کے افسر جو ہیں اور بعض C.S.P. افسران وغیرہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہاں تو پردہ نہیں چل سکتا۔ ہم تو جب چھوٹے درجے پر تھے، وہ اپنے آپ کو بڑے درجے پہ سمجھ رہے ہیں نا، فوج میں افسر ہو گئے اور بڑا درجہ کیا مل سکتا ہے ان کو یا کسی حکومت کے نوکر ہو گئے یہ بھی وہ سمجھتے ہیں بہت بڑا درجہ عطا ہوا ہے، تو اب پردے کے درجے چھوٹے ہیں ہمارے درجے اونچے ہو گئے ہیں۔ اگر ہماری بیویاں اسی طرح ہمارے ساتھ پردہ کر کے چلیں گی تو ہمارے آئندہ کے امکانات پر ایک بدسایہ سا پڑ جائے گا، ہماری ترقی کے امکانات روشن نہیں رہیں گے اور ضروری ہے کہ ہماری بیویاں اسی طرح کا کردار اختیار کریں جیسے غیر احمدی بیویاں کرتی ہیں اور اس سوسائٹی میں اسی طرح ملیں جس طرح غیر احمدی بیویاں ملتی ہیں۔ تو گویا وہ احمدیت سے نکل کر، احمدیت میں رہتے ہوئے، ایک الگ جزیرہ سا بنا لیتے ہیں۔ اور جب تک یہ جزیرہ ان لوگوں میں ڈوبا رہے جن کا وہ اصل میں حصہ ہے اس وقت تک کوئی خاص طور پر تکلیف محسوس نہیں ہوتی، ہمیں پتہ بھی نہیں وہ بیٹھے کیا کر رہے ہیں۔ لیکن جب یہی لوگ اسی شان کے اور اسی مزاج کے ساتھ باقی احمدیوں میں داخل ہوتے ہیں اور ان پر اثرانداز ہوتے ہیں تو وہاں پھر خطرے کی گھنٹی بجنے لگتی ہے اور ان کو سمجھانے کے لئے طبیعت مائل ہوتی ہے کہ تم کس بات میں فخر بنائے ہوئے ہو، یہ دنیا کی چھوٹی موٹی عزتیں یہ چند ترقیاں، یہ چند افسریاں کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔

اسلامی معاشرہ سب سے زیادہ قابل قدر چیز ہے اور اس کو ہم نے نافذ کرنا ہے۔ ہم نے اس کی حفاظت کرنی ہے۔ ہم نے اس کو لے کر آئندہ مستقبل میں بڑھنا ہے۔ اگر غیروں کی نقالی میں تم اپنی قابل عزت اور قابل احترام چیزوں سے شرمانے لگو گے تو پھر دنیا میں نیکی پر شرم آنے لگے گی اور بدیاں قابل فخر ہو جائیں گی۔ اور یہ بات جو میں کہتا ہوں یہ بالکل حقیقت ہے اسی طرح قومیں تنزل اختیار کرتی ہیں۔ جب بھی کوئی خوبی کی بات جو حقیقت میں خوبی ہو اس سے قومیں شرمانے لگیں اور بدیوں پر بے حیائی اختیار کریں تو پھر وہ دن ہے جو قوم کے تنزل کے متعلق ایک تقدیر لکھ دیتا ہے۔ پھر آئندہ ہمیشہ وہ قوم تنزل پذیر ہوتی چلی جاتی ہے، گرتی چلی جاتی ہے اور اسے پھر سنبھالا نہیں جا سکتا۔ پس ہم نے ایک قدر کی حفاظت کرنی ہے۔ اس بحث میں نہ مبتلا ہوں کہ پردہ اتنا سخت ہے یا اتنا سخت ہے۔ پردے کی روح کو سمجھیں اور ہر احمدی خاتون میں پردے کی روح نمایاں طور پر دکھائی دینی چاہئے۔ اس پہلو سے میں آپ کے سامنے قرآن کریم کے حوالے سے یہ مضامین کھول رہا ہوں ان کو غور سے سنیں اور سمجھیں اور اپنے لئے ایک لائحہ عمل تراشیں۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

بدر
کی اعانت آپ کا قومی
فریضہ ہے!
(ادارہ)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی رفعت اور اس کی غیرت برداشت نہیں کرتی کہ جس دل میں اس کے نور کی طلب نہ رہے وہاں اپنے نور کو زبردستی ٹھونس دے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۲ مارچ ۱۹۹۶ء مطابق ۲۲ امان ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝
(سورۃ النور: ۴۰)

سورہ النور کی اس آیت کے حوالے سے میں نے اس آیت کو ایک اس سے مشابہ دوسری آیت کی مدد سے حل کیا اور ابھی یہ سلسلہ جاری تھا کہ خطبے کا وقت ختم ہوگیا۔ دوسری آیت جو اس آیت کے مضمون کے بالکل مشابہ ہے اور اس تفصیل کو بیان فرما رہی ہے جس کا مجملاً یہاں ذکر موجود ہے کہ ایک ایسا انسان جو سراب کی پیروی کرتا ہے اسے بالآخر کچھ بھی نہیں ملتا سوائے اس کے کہ اپنے اعمال کی جزاء کو اس وقت پاتا ہے جب کہ اس کی طلب، اس کی پیاس کی شدت اپنی انتہاء کو پہنچ چکی ہوتی ہے اور سوائے محرومی کے اور سزا کے کچھ بھی اس کے حصے میں نہیں آتا۔ یہ روشنی کا اندھیرا ہے جس کا میں نے ذکر کیا تھا کہ اسے ہم روشنیوں کے اندھیرے کہہ سکتے ہیں یعنی ایسا سفر جو بظاہر روشنی میں ہو، سفر کرنے والا یہ سمجھتا ہو کہ روشنی ہے مگر فی الحقیقت وہ اندھیرا ہی ہو، نتیجہ وہی ہو جو اندھیرا پیدا کرتا ہے۔

پس ایک انسان جب کسی چیز کو پانی سمجھ کر اس کی پیروی کرتا ہے تو بظاہر دیکھ رہا ہے مگر جب اس مقصد کو پاتا ہے جسے وہ اپنا مطلوب بنا کر اس کے پیچھے چلتا ہے تو اس وقت اس کو سمجھ آتی ہے کہ وہ دھوکہ ہی تھا۔ اسی لئے قرآن کریم نے آخر پر یہ رکھا "وما الحيوٰة الدنيا الا متاع الغرور" کہ دنیا کی زندگی تو دھوکے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، محض دھوکے کی پیروی ہے۔ پس روشنی کا دھوکہ سب سے خطرناک دھوکہ ہے اور اس کی بھی تین منازل ہیں یا تین اس کی قسمیں ہیں جس طرح دوسرے اندھیروں کی جو بعد کی آیت میں بیان ہوا ہے تین قسمیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ اور اس اندھیرے میں بھی نتیجہ وہی نکلتا ہے جو ظلمات کے اندر چلنے والے کا حاصل ہے یعنی ٹھوکریں کھانا، رستے سے ہٹ جانا، تباہی کے گڑھے میں جا پڑنا، ہر قسم کے خطرات درپیش ہوں لیکن معلوم نہ ہو کہ وہ خطرات ہیں کیا۔ یہی نتیجہ ہے روشنی کے اس سفر کا جو غرور کے نتیجے میں ہو، دھوکے کے نتیجے میں ہو اور یہ اندھیرا ایسا ہے جو نفس سے پیدا ہوتا ہے۔ یہی مضمون تھا جو میں نے آپ کو پچھلی دفعہ سمجھایا کہ ان تمام قسم کے اندھیروں کا جن کا اس آیت میں ذکر موجود ہے "من شرور انفسنا" سے تعلق ہے۔ تبھی خدا نے ہمیں دعا سکھائی کہ اے خدا ہمیں اپنے نفس کے شرور سے بچا کیوں کہ اپنے نفس کا شر انسان کو دکھائی نہیں دیتا۔ سب سے زیادہ مخفی حملہ کرنے والا شیطان نفس کا شیطان ہے اور یہی شیطان غرور بھی کہلاتا ہے یعنی سب سے بڑا دھوکے باز۔ اور اس کے پیدا کردہ اندھیروں کو خدا تعالیٰ نے غرور فرمایا یعنی دھوکے محض دھوکے، اس کے سوا ان کی کوئی حقیقت نہیں۔

اب اس دوسری آیت کے حوالے سے جیسا کہ میں نے بیان کیا یہ مضمون کھل رہا ہے اور دوبارہ اب میں اسی مضمون کو پھر لیتا ہوں کیونکہ لعب اور لہو کا ایک ترجمہ تو میں نے آپ کے سامنے پیش کر دیا اور کچھ اس پر روشنی ڈالی مگر اسی آیت پر قرآن کریم دوسری جگہ مزید روشنی ڈالتا ہے۔ لعب اور لھو کا دھوکہ کیا ہے۔ یہ کن کن منازل سے گزر کر کہاں تک پہنچاتے ہیں۔ پس ظلمات ثلاث ان اندھیروں کے اندر بھی تہہ بہ تہہ موجود ہیں۔ کہنے کو تو تین اندھیرے ہیں مگر آگے ان کی قسمیں اور پھر ہر قسم کے اندھیرے میں تہہ بہ تہہ اندھیروں کا وجود ملتا ہے اور قرآن کریم ان کے اوپر سے پردے اٹھاتا اور ایک ایک چیز کھول کر دکھا دیتا ہے تاکہ پھر ٹھوکر کھانے والے کے لئے کوئی عذر باقی نہ رہے کہ میں نے لاعلمی میں ٹھوکر کھائی۔ پس اندھیروں کو بھی خدا دکھا رہا ہے یہ دیکھو یہ اندھیرے ہیں ان سے بچ کر گزرنا ہے۔

لعب اور لھو، کھیل اور تماشہ بظاہر دیکھنے میں معصوم سی باتیں دکھائی دیتی ہیں۔ بچے بھی کھیلتے ہیں، بڑے بھی کھیلتے ہیں اور تماشے بھی دیکھتے ہیں بسا اوقات ایسے تماشے انبیاء بھی دیکھ لیتے ہیں اور تماشہ اپنی ذات میں کوئی بری بات نہیں ہے۔ کھیل اپنی ذات میں کوئی بری چیز نہیں، انبیاء بھی کھیل کود میں حصہ لیتے ہیں۔ سوال صرف یہ ہے کہ یہ پہلی منزل ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے دائرے کے اندر رہنے والی منزل ہے۔ اندھیرا تب بنتا ہے جب اس رضا کی منزل سے انسان اگلی منزل میں قدم رکھتا ہے۔ اور لعب بھی اور لھو بھی یہ دونوں انسان کو بعض دفعہ انتہائی گناہ میں مبتلا کر دیتے ہیں، ایسے گناہ جسے خدا تعالیٰ شرک قرار دیتا ہے جو ظلم کی انتہائی صورت ہے یعنی اندھیروں کی آخری شکل شرک ہے۔ اور قرآن کریم سے ثابت ہے کہ یہ دونوں باتیں انسان کو اس آخری شکل تک بھی پہنچا دیتی ہیں۔ اور انسان سمجھتا ہے کہ میں تو معمولی کھیل کود اور تماشوں میں مصروف ہوں اس میں کون سا گناہ ہے مگر جب یہ دونوں باتیں خدا کی رضا سے باہر قدم رکھتی ہیں تو پھر ایسے ظلمات میں تبدیل ہو جاتی ہیں جن کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ بالآخر انسان کی کامل ہلاکت تک اسے پہنچا دیتی ہیں۔ اس تعلق میں جو آیات میں نے سامنے رکھی ہیں ان کو ایک ایک کرکے آپ کے سامنے رکھنے سے پہلے میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ لعب اور لھو روزمرہ کی عام زندگی میں بھی گناہ کی شکل اختیار کرنے لگتی ہیں اور اکثر ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔ اور لازم ہے کہ آپ اپنے ماحول پر یہ نظر رکھیں کہ لعب کو اپنی حدود کے اندر رکھیں، لہو کو اپنی حدود کے اندر رکھیں اور اپنی اولاد کو ان حدود سے تجاوز نہ کرنے دیں۔ اس سے پہلے جو عبادات کے سلسلے میں میں نے خطبے دیئے تھے ان میں یہ بات کھولی تھی کہ مثلاً ایک انسان معصومانہ کھیل میں مصروف ہے، بچے ہیں وہ مصروف ہیں، بڑے ہیں وہ کوئی کھیل دیکھ رہے ہیں مثلاً کرکٹ کا کھیل جو گزرا ہے اور اسی قسم کے ٹینس کا زمانہ آتا ہے تو ٹینس میں مصروف ہو جاتے ہیں، BOXINGS ہو رہی ہیں تو باکسنگ کے تماشے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو کھیل نہیں سکتے وہ کھیلتا دیکھ تو لیتے ہیں اور یہ ان کی کھیل ہے۔ مگر ادھر عین اس وقت جبکہ کوئی میچ اپنے انتہا کو پہنچا ہوا ہے اس وقت اذان کی آواز آتی ہے نماز کے لئے بلایا جاتا ہے کتنے ہیں جو اس معصوم کھیل میں مصروف رہنے کی وجہ سے نماز کا حق ادا کرنے کو فوقیت دیتے ہیں۔ کتنے ہیں جو بلا تردد اس ٹیلی ویژن کو بند کر دیں گے یا اس ریڈیو کو ختم کر دیں گے یا چھوٹے بچوں کو یا بیبیوں کو جنہوں نے مسجد میں نہیں جانا ان کو بیٹھا چھوڑ کر مسجد کا رخ کریں گے۔ وہ جو ایسا کرتے ہیں ان کے کنارے محفوظ ہیں، ان کی سرحدوں پر پہرے بیٹھے ہوئے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کی سرحدیں اللہ کے فضل سے محفوظ ہیں اور ہمیشہ محفوظ رہیں گی۔ لیکن وہ لوگ جو ان مصروفیتوں کے وقت ان فرائض کا خیال نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ کی عبادت اور دیگر فرائض کو ان مشاغل پر قربان کر دیتے ہیں خواہ وہ کھیل ہو یا لہو ہو یعنی تماشہ، تو ایسے لوگوں کے لئے خطرہ درپیش ہے اور ان کے قدم پھر آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور مزید اور بھی زیادہ سفر اندھیروں میں جا کر کلیۃً ہدایت کے رستے سے عاری ہو جاتا ہے۔ اس مضمون میں جو قرآن کریم کی آیات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں بہت سی ہیں ان میں سے ایک مثلاً فرما رہی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَاۗءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۵۸

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝۵۹
(سورۃ المائدہ: ۵۸ و ۵۹)

وہی مضمون جو میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے اس کو زیادہ تفصیل کے ساتھ یہاں بیان فرمایا گیا۔ فرمایا ہے کہ یاد رکھو ایسے لوگ بھی ہیں جو جب کھیل کود میں مصروف ہوں یا لہو میں مبتلا ہو جائیں تو پھر اپنے معصوم دائروں میں نہیں رہتے بلکہ آگے قدم بڑھا کر دین سے بھی ایسا ہی سلوک کرنے لگتے ہیں اور دین کو بھی کھیل کود بنا لیتے ہیں۔ جس طرح کھیل کود پر تبصرے ہوں تو کسی انسان کو گناہ کا احساس نہیں ہوتا۔ کیا فرق پڑتا ہے کوئی کسی ایک کھلاڑی کے خلاف بات کر دے یا دوسرے کے خلاف بات کر دے۔ مگر جب کھیل کود کے دائرے پھلانگ کر یہ لوگ مذہب کے دائرے میں داخل ہو کر خدا کے برگزیدہ لوگوں پر زبانیں کھولتے ہیں، ان پر تبصرے شروع کر دیتے ہیں، اپنی مجالس میں ان تبصروں کا نشانہ دین والوں کو بناتے اور ان کے دین کو بنا دیتے ہیں تو پہلی ہدایت یہ دی ہے کہ یہ ظالم لوگ ہیں ان سے بچ کے رہو، ان کی سوسائٹی سے قطع تعلقی کرو اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو بالآخر تم انہی جیسے ہو جاؤ گے۔

پس جہاں ایسے لوگ مخاطب ہیں جو بالعموم اپنے روزمرہ کے مشاغل میں کھیل کود اور لہو کو اپنی حدود

میں رکھتے ہیں انکو متنبہ فرمایا گیا ہے کہ یہ مقام محفوظ نہیں ہے اگر تم ان لوگوں میں اٹھتے بیٹھتے ہو جو یہاں رعایت نہیں کرتے یعنی یہ خیال نہیں کرتے کہ کن لوگوں کی باتیں ہو رہی ہیں کس مضمون کی بات ہو رہی ہے اور ادب کی رعایت سے نکل کر پھر وہ گستاخی کی حدود میں داخل ہو جاتے ہیں "لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزواً و لعباً من الذین اوتوا الکتاب" ایسے لوگ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو کتاب دی گئی ہے "من قبلکم" "تم سے پہلے" "والکفار" اور دوسرے بھی ہیں ان کو اولیاء نہ بناؤ۔ ان کو اپنا دوست نہ ٹھہراؤ "واتقوا اللہ ان کنتم مومنین" اگر تم مومن ہو تو پھر اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور بچ کے رہو۔ ان کی نشانی کیا ہے۔ کون لوگ ہیں جو مذاق کا نشانہ بناتے ہیں۔ جب ایسے لوگ جو عبادت کو فوقیت دیتے اور ترجیح دیتے ہیں/دنیا کے مشاغل چھوڑ کر عبادت کے لئے اٹھتے ہیں تو اس وقت ان سے برداشت نہیں ہوتا ان کی باتوں سے خود ان کے سینے کا گند فوراً اچھل پڑتا ہے "و اذا نادیتم الی الصلوٰۃ اتخذوها هزواً و لعباً" جب تم خود بھی نماز کے لئے اٹھتے ہو اور لوگوں کو بھی بلاتے ہو، کہتے ہو اٹھو جی اب نماز کا وقت آگیا چلو چلیں تو کچھ ایسے ہیں جو اسی مجلس میں بیٹھے رہیں گے اور اس وقت مذاق کے رنگ میں بات کریں گے کہ یہ بڑا عبادت گزار آگیا ہے، اس کو زیادہ خدا کو راضی کرنے کا شوق ہے۔ یہ چھپے ہوئے کافر ہیں اگر ظاہر نہ بھی ہوں۔ اور اس کے بعد تمہارے لئے جائز نہیں کہ انکو اولیاء بناؤ اور ان کو ہم نشین بناؤ۔ ان کی مجلسوں میں بیٹھنا ترک کردو اور ان سے تعلقات کاٹ لو ورنہ دوسری جگہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ بالآخر تم انہی جیسے ہو جاؤ گے اور پھر رفتہ رفتہ تم میں اور ان میں کوئی فرق باقی نہیں رہے گا۔

اندھیرے سے روشنی کے سفر کا دوسرا نام یہی ہے کہ انسان خدا کی رضا سے محروم لوگوں سے جدائی اختیار کرکے اس جگہ سے ہجرت کرتے ہوئے ان لوگوں کی طرف ہجرت کرے جن لوگوں کو ہمیشہ صبح بھی اور شام کو بھی اللہ کی رضا مطلوب ہے۔

دوسری آیت جو اس مضمون پر ایک اور پہلو سے روشنی ڈالتی ہے فرماتی ہے: "و ذرالذین اتخذوا دینهم لعبا و لهوا و غرتهم الحیوٰۃ الدنیا"۔ (سورۃ الانعام: ۷۱)۔ یہاں اس آیت میں اور اس آیت میں فرق یہ ہے کہ یہاں یہ فرمایا گیا تھا کہ تمہارے دین کو وہ مذاق بناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بیماریاں آگے بڑھنے والی ہیں۔ یہ ایک جگہ رکا نہیں کرتیں۔ جو لوگ تمہارے دین کو تماشہ بناتے ہیں اور اس پر تمسخر سے کام لیتے ہیں ایسے لوگوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ پھر اپنے دین کو بھی کھیل تماشہ ہی بنا لیتے ہیں اور خود اپنے دین کی بھی کوئی عزت ان کے دلوں میں باقی نہیں رہتی، کوئی احترام باقی نہیں رہتا۔ فرمایا "و ذرالذین اتخذوا دینهم" محض اس وجہ سے تم نے ان سے بے تعلقی نہیں کرنی کہ تمہارے دین کو ناجائز تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں اور تماشے کے طور پر اس کو TREAT کرتے ہیں اس سے معاملہ کرتے ہیں۔ فرمایا دین کا معاملہ تو خدا سے تعلق رکھتا ہے اس لئے کوئی انتقامی کارروائی نہیں اگر یہ لوگ اپنے دین کو بھی اسی طرح لیں اور لعب اور لہو سے کام لیں اور دین کو کھیل کود ہی سمجھیں "ذرالذین" ایسے لوگوں کو چھوڑ دو۔ دیکھیں کیسی کامل تعلیم ہے قرآن کریم کی۔ ہر معاملے کو وضاحت سے پیش کر رہی ہے۔ اب اندھیروں کا مضمون بھی اتنی روشنی سے دکھاتی ہے کہ ہر اندھیرا اپنے اپنے مقام پر اندھیرا نہیں رہنے دیتی "و غرتهم الحیوٰۃ الدنیا" اور ان کو اپنے دین سے مذاق کرنا اور دین کو تخفیف سے دیکھنا، اپنے دین کا تخفیف سے ذکر کرنا اس مرتبے تک پہنچا دیتا ہے "غرتهم الحیوٰۃ الدنیا" کہ دنیا کی زندگی ان کو دھوکے میں مبتلا کرتی ہے۔ پس وہ غرور جس کا ذکر پہلے گزرا ہے کہ انسان پیروی تو کرتا ہے پانی دیکھ کر لیکن دھوکے کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا پانی کی بجائے وہاں سراب ملتا ہے۔ فرمایا یہی لوگ ہیں جو اس مرتبے کو پھر پہنچتے ہیں۔ ان کو اپنے دین سے مذاق بھی راس نہیں آتا اور رفتہ رفتہ ان کو دنیا کی زندگی دھوکے میں مبتلا کر دیتی ہے۔ یعنی دین سے جہاں حقیقت میں انسانی روح کی سیرابی اور شادابی کا سامان ہے اس سے نظریں پھر جاتی ہیں وہاں ان کو سراب دکھائی دیتا ہے۔ اور جہاں سراب ہے، حیاۃ الدنیا میں، وہاں وہ پانی دیکھتے ہیں اور اسی کا نام غرور ہے، اس کو دھوکہ کہتے ہیں۔ فرمایا "ان تبسل نفس بما کسبت" کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی جان جو کچھ بھی اس نے کمایا ہے اس کے ذریعے ہلاکت میں مبتلا ہو جائے، تباہ و برباد ہو جائے اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ "ان تبسل نفس بما کسبت"۔ یہ بہت ہی اہم بات ہے ایسے لوگ پھر دنیا میں جو بھی کماتے ہیں، نیکیاں بھی دکھائی دیں ان کی تو وہ فائدہ نہیں پہنچائیں کیونکہ غرض دنیا ہے اور دنیا کا پلڑا دین پر بھاری ہو جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ دین سرکنے لگتا ہے اور دنیا غالب آتی جاتی ہے۔ پھر ان کا جو کچھ بھی کمایا ہے وہ ان کے کچھ کام نہیں آتا سوائے اس کے کہ ان کو ہلاک کردے۔ "لیس لها من دون اللہ ولی و لا شفیع" ہر ایسی جان کو یہ تنبیہ ہے کہ اللہ کے سوا اس کا درحقیقت کوئی بھی ولی یا شفیع نہیں۔ کوئی نہیں ہے جو اس کے ساتھ دوستی کرے اور اس کی دوستی اس کو فائدہ پہنچائے۔ کوئی نہیں جس کی شفاعت اس کے حق میں کام آجائے مگر اللہ ہی شفیع ہے۔ یہاں اللہ کے شفیع ہونے کا کیا معنیٰ ہے۔ شفیع تو دوسرے کی شفاعت کرتا ہے، دوسرے کے پاس شفاعت کرتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم شفیع المذنبین ہیں، وہ گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے ہیں۔ مگر قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی بھی اپنی ذات میں شفاعت کا حق نہیں رکھتا سوائے اس کے کہ اللہ اسے شفاعت کا حق عطا کرے۔ پس یہاں شفیع سے مراد یہ ہے کہ شفاعت بھی خدا کی مرضی کے بغیر کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ وہی اصل شفیع ہے یعنی شفاعت کو سننے والا اور شفاعت کو قبول کرنے والا۔ پس ایسا شخص جو دنیا کی زندگی کے پیچھے لگ جائے اس کا سفر آغاز میں بظاہر معمولی دلچسپیوں کا سفر ہوتا ہے، ایسی دلچسپیوں کا سفر جو انسانی فطرت سے تعلق رکھتی ہیں اور مذہب ان میں دخل نہیں دیتا اور مذہب انہیں جائز قرار دیتا ہے۔ لیکن جب وہ آگے بڑھتے ہیں تو یہ سفر پھر اندھیروں کے بعد دوسرے اندھیروں میں مبتلا ہونے لگتا ہے۔

اب دیکھ لیں پہلی قسم کا اندھیرا یہ ہے کہ دوسرے کے دین کو مذاق کا نشانہ بناتے ہیں۔ اور اس ضمن میں مسلمانوں کے لئے بہت بڑی تنبیہ ہے۔ جب دوسرے کے دین کی بات بھی کرتے ہیں تو یہ احترام ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ابتداءً وہ بھی خدا کا کلام تھا اور پوری وضاحت کے ساتھ جو خدا کا کلام ہے اس کو الگ کرکے اگر تنقید کا نشانہ بنانا ہے تو دوسرے حصے کو جو انسانوں نے داخل کردیا اس پر بے شک تنقید کرو مگر کلام اللہ پر تنقید کے قریب تک نہ پھٹکو اور کوشش کرو کہ دوسرے ادیان کی جو غلط تشریحات ان ادیان کے پیروکار خود کرتے ہیں وہ بے چارے خود اندھیروں میں مبتلا ہیں ان پر ان کے اپنے مذہب کو روشن کرو اور بتاؤ کہ اس تمہارے مذہب میں کیا کیا خوبیاں ہیں تم غلط سمجھ رہے ہو یہ توحید کا علم بردار ہے۔ چنانچہ اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ویدوں کی بھی تعریف فرمائی جن میں سے اکثریت انسان کی خردبرد کے نتیجے میں بالکل محفوظ نہیں رہی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیغام صلح میں ویدوں کے متعلق بہت ہی عمدہ خیالات کا اظہار فرمایا ان معنوں میں کہ آغاز میں خدا ہی کی طرف سے یہ نازل ہوئی تھیں، بندوں نے ان میں دخل اندازی کرکے ان کا حلیہ بگاڑ دیا مگر آج بھی اگر آپ غور کریں تو اللہ تعالیٰ کے کلام کا نور ان میں دکھائی دیتا ہے۔ اور خدا کا نور کلیۃً بجھ نہیں سکتا، کلیۃً مٹایا نہیں جاسکتا۔ انسان کے اندھیرے وقتی طور پر اس پر پردے ڈالتے ہیں مگر ایک انسان فراست کی نظر سے اگر اس نور کی تلاش کرے تو کوئی بھی الٰہی کتب ایسی نہیں ہیں جن میں خدا کے نور کی اصلی شان جگہ جگہ جھلکتی ہوئی دکھائی نہ دے۔ پس اس پہلو سے فرمایا کہ اگر تم محض تمسخر کی خاطر بدتمیزی کے لئے دوسروں کے مذاہب پر زبانیں کھولو گے جیسا کہ بعض لوگ تمہارے مذہب پر زبانیں دراز کرتے ہیں تو انجام کیا ہوگا؟ جو ان کا انجام ہے وہی تمہارا بھی ہوگا۔ تم پھر خود اپنے دین کے معاملے میں بھی گستاخ ہو جاؤ گے بدتمیز اور بے ادب بن جاؤ گے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے، ایسی گہری نفسیاتی حقیقت ہے کہ اگر اس پر آپ غور کریں تو انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ کوئی بھی زبانیں کھولنے والے ٹولے جو آپ کے ذہن میں آئیں یا فرد کوئی آپ کے ذہن میں ہو اس کی تاریخ کا جائزہ لیں کس طرح اس کی زبان آغاز میں پہلے دوسروں پر کھلتی تھی پھر رفتہ رفتہ قریب آنے لگی خود اپنے دین کے متعلق وہ بدتمیز ہوا اور پھر وہ مجلسیں بن گئیں جن کا ذکر ہے کہ وہ اکٹھے بیٹھتے ہیں لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہیں پھر اپنے دین پر بدتمیزی کی باتیں شروع کردیں یہاں تک کہ خود اپنے مفاد کے خلاف پھر ان کی زبانیں چلنے لگتی ہیں۔ چنانچہ "ذکر به ان تبسل نفس بما کسبت" یہ بہت ہی اہم مضمون ہے۔ "ذکر به" اس کو خوب کھول کھول کر بیان کر۔ اس کو بار بار نصیحت کے طور پر بیان کر مبادا کوئی جان جو کچھ اس نے کمایا ہے اس کے ذریعے اور اس کے باوجود ہلاک نہ ہو جائے۔ "و ان تعدل کل عدل لا یوخذ منها" کہ ایسی جان جو تمسخر اور مذاق کرکے دین کے معاملوں کو کھیل تماشہ بنا کر ہر اس نتیجے سے محروم رہ جاتی ہے جو اس کی کمائی کا نتیجہ ہے اور سوائے ہلاکت کے اس کی دنیا کی محنت اسے کوئی بھی فائدہ نہیں پہنچاتی اس کے متعلق فرمایا کہ پھر وہ وقت آجائے گا کہ اگر وہ ہر قسم کا بدلہ جو بھی دے سکتی ہے اپنی جان کو عذاب سے بچانے کے لئے وہ بھی دے دے گی تو بھی "لا یوخذ منها" اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس میں دو روکیں ہیں اول تو بدلہ دینے کی توفیق ہی کوئی نہیں کیونکہ قیامت کے دن تو انسان بے مالک ہو کر جائے گا۔ کوئی بھی اس کی ملکیت نہیں ہوگی۔ وہ بدلہ کس چیز سے دے گا۔ تو یہ ایک نظریاتی دلیل ہوا کرتی ہے جس کا معنیٰ صرف یہ ہے امکانی دلیل ہے۔ یہ مراد نہیں ہے کہ واقعۃً کچھ لوگ یا کچھ جانیں قیامت کے دن، سونوں کے پہاڑ لے کر خدا کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے کہ یہ قبول کرلے اور ہماری جان چھٹ جائے۔ فرمایا اگر ایسا ہو کہ دنیا جہان کی دولتیں بھی پیش کردیں تب بھی ایسے لوگوں کا کوئی بدلہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ وہ جان کسی بدلے کو دے کر اپنا پیچھا نہیں چھڑا سکتی۔ دوسرا اس میں مومنوں کے لئے یہ اشارہ ہے کہ اس دنیا میں تمہیں پتہ ہے کہ تم سے بدلے قبول کئے جاتے ہیں صدقے قبول کئے جاتے ہیں نیکی کے کاموں پہ خرچ کرتے ہو وہ تمہارے گناہوں کی بخشش کا موجب بن جاتے ہیں تو اب جب کہ وقت ہے تو تم کرو۔ کیونکہ تمہارا آج کا خرچ تمہاری آج کی مالی قربانی قیامت کے دن وہ بدلہ بنے گی جو دوسروں کے کام نہیں آسکتا مگر تمہارے کام آئے گا۔

"اولئک الذین ابسلو بما کسبوا" یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ وہ ہلاکت میں

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ - ربوہ - پاکستان
PHONE :- 04524 - 649.

ڈال دیئے جائیں گے "بما کسبوا" اس وجہ سے جو انہوں نے کمایا "لھم شراب من حمیم و عذاب الیم بما کانو یکفرون" (سورۃ الانعام : ۷۱) ان کے لئے کھولتا ہوا پانی ہے۔ اب پیاس بجھانے کے لئے جو سراب کا نقشہ ہے وہ اور یہ اس پہلو سے ملتے جلتے ہیں کہ کھولتا پانی بھی کسی کی پیاس نہیں بجھاسکتا بلکہ اس کی پیاس کو اور بھڑکا دیتا ہے، اس کے لئے اور بھی درد کا موجب بن جاتا ہے۔ جس طرح سمندر کا پانی کسی کی پیاس کو بجھا نہیں سکتا بلکہ اس کو اور بھی کھولا دیتا ہے فرمایا "شراب من حمیم و عذاب الیم" پیاس بجھانے کی. بجائے ان کے لئے یہ چیز دردناک عذاب کا موجب بنے گی۔ "بما کانوا یکفرون" اس وجہ سے کہ وہ جو دنیا میں کام کیا کرتے تھے بسبب اس کے جو وہ انکار کیا کرتے تھے۔

اب ایک جگہ جب ہمیں ہدایت فرمائی ہے کہ ان لوگوں کو چھوڑ دو، ان کی مجلسوں میں نہ بیٹھو کیونکہ یہ ظلماتی لوگ ہیں، یہ تمہیں بھی روشنی سے ظلمت کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے تو پیچھے پھر باقی کیا رہ جاتا ہے۔ کن لوگوں میں گزارہ کرنا ہے اور کن لوگوں میں اپنا دل بہرحال لگانا ہے اس کے سوا چارہ کوئی نہیں ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ و لا تعد عینک عنھم" (سورۃ الکھف : ۲۹)۔ "واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم" ان لوگوں کے ساتھ اپنا دل لگالے اور اسی پر صبر کر یعنی اپنی تمام کائنات کو ان لوگوں کی حد تک سمیٹ لے یعنی دلچسپیوں کی ساری کائنات کو جو لوگ خدا کو پکارتے ہیں صبح کے وقت بھی اور رات کے وقت بھی "یریدون وجھہ" اور اسی کی رضا چاہتے ہیں، اسی کا چہرہ مانگتے ہیں۔ "وجھہ" سے مراد ہے چہرہ یعنی توجہ۔ اور توجہ اور رضا دونوں باتوں کے لئے "وجہ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ تم لوگوں کے امن اٹھاؤ، اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے لوگوں کے امن برباد کرو اور تمہارا امن برباد نہ ہو۔ ایسی سوسائٹی میں پھر ہر ایک کا امن برباد ہو جاتا ہے۔

تو فرمایا جب کچھ لوگوں کو چھوڑو گے تو پھر کن لوگوں میں تمہاری دلچسپیاں محدود ہونی چاہئیں، کن میں تمہارا اٹھنا بیٹھنا ہونا چاہئے۔ ان لوگوں میں جن کی اپنی توجہ کا مرکز خدا کی ذات ہے اور ان کی ساری رضا، ان کی ساری دلچسپیاں اللہ کی "وجہ" میں ہیں۔ یعنی یہ مراد نہیں ہے کہ یہ لوگ بور ہیں یا ان کے ساتھ زندگی جو ہے اس میں وہ اکتاہٹ والی اور بےلذت ہو جاتی ہے۔ فرمایا وہ لوگ جو دنیا کی لذات کی اندھا دھند پیروی نہیں کرتے، ان حدود میں رہتے ہیں جن حدود تک خدا تعالیٰ اجازت دیتا ہے ان کو بھی لذتیں ملتی ہیں بلکہ جیسا کہ میں نے پچھلے خطبے میں کھول کر بیان کیا تھا سراب کی پیروی کرنے والوں سے بہت زیادہ لذتیں پاتے ہیں۔ مگر کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کو ان سے سوا بھی لذتیں ملتی ہیں اور وہ لذتیں وجہ اللہ میں ہیں، اللہ کے چہرہ میں ہیں، اللہ کی توجہ میں ہیں، اللہ کی رضا میں ہیں۔ پس ایک طرف سے تو تم آنکھیں بند کرو گے تو اس کے مقابل پر کچھ اور چیز تمہیں میسر آنی چاہئے ورنہ ناممکن ہے کہ خلا کی خاطر انسان ایک مثبت چیز کو چھوڑ دے۔ اور یہاں اندھیروں سے روشنی کے سفر کا طریقہ سمجھا دیا گیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ ان کو چھوڑ کر الگ ہو کر اپنے گھروں کے دروازے بند کرکے بیٹھ رہو۔ فرمایا ایک سوسائٹی سے دوسری سوسائٹی کی طرف منتقل ہو، تمہیں سہارا چاہئے۔ اور وہ سوسائٹی ایسی ہے جس سوسائٹی کا نقشہ کھینچتے وقت فرماتا ہے ان کی اللہ کی رضا پر آنکھ رہتی ہے اور جو رضائے باری تعالیٰ ہے اس میں بے انتہا لذتیں ہیں۔ اور اندھیرے سے روشنی کے سفر کا دوسرا نام یہی ہے کہ انسان خدا کی رضا سے محروم لوگوں سے جدائی اختیار کرکے اس جگہ سے ہجرت کرتے ہوئے ان لوگوں کی طرف ہجرت کرے جن لوگوں کو ہمیشہ صبح بھی اور شام کو بھی اللہ کی رضا مطلوب ہے۔ "و لا تعد عینک عنھم"۔ اور تیری آنکھیں ان سے ہٹ کر دوسری طرف نہ دیکھیں۔ یعنی صبر کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ لوگ تجھے کافی ہوں اور یہ نہ ہو کہ اچھوں کی صحبت میں کچھ دیر دل لگے بھی لیکن نظر یہ رہے کہ کب یہ صحبت ختم ہو تو ہم اس صحبت میں واپس لوٹ جائیں۔ یا ہمیشہ دل للچایا رہے کہ وہ بھی تو چیزیں ہیں ان کی طرف بھی تو جانا چاہئے کچھ ان میں سے بھی دیکھ لیا جائے۔ فرمایا یہ لوگ بس ہوں تمہارے لئے، یہ تمہاری کائنات بن جائیں، تمہارا سب کچھ ہی ہو جائیں اور تمہاری ساری لذتیں اپنی تسکین ان لوگوں کی صحبت میں پالیں۔ چنانچہ فرمایا تیری دونوں آنکھیں ان سے ہٹ کر پرے دیکھنے کی کوشش ہی نہ کریں، خیال تک نہ ان کو آئے کہ اس سے پرے بھی کوئی دنیا بستی ہے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ اگر کسی کو روشنی کا سلیقہ ہو اور واقعۃً روشنی کو روشنی سمجھ رہا ہو تو اردگرد کے اندھیروں میں اس کی آنکھ وہ دیکھ ہی نہیں سکتی جو روشنی سے آشنا ہے۔ نظر ہی کچھ نہیں آتا تو وہ ہٹے گی کیسے۔ تو فرمایا اپنی نظر کو اتنا TUNE کرلو روشنی کے ساتھ کہ روشنی ہی دکھائی دے اور اردگرد دیکھنے کا موقع ہی پیدا نہ ہو۔ تمہاری ساری کائنات وہی ہو جو اللہ کے نور کی پیدا کردہ کائنات ہے اس کو دیکھو اور وہیں تک تمہاری سرحدیں ہوں۔ اس سے اردگرد چونکہ اندھیرا ہے اس لئے آنکھیں وہاں سے ہٹ کر کسی اور چیز کی تلاش کر ہی نہیں سکتیں۔ اگر تو ایسا کرے گا تو فرمایا "ترید زینۃ الحیوٰۃ الدنیا" تو تو اصل میں ابھی تک دنیا کی زینت کی تلاش میں ہی ہے اور اس مصیبت نے تیرا پیچھا نہیں ابھی تک چھوڑا۔ اگر تو ایسا کرے تو پھر تیرا حال یہ ہے ابھی بھی تجھے دنیا کی زینت ہی کی تلاش ہے جس زینت کو اللہ تعالیٰ جھوٹ اور غرور کہہ چکا ہے، جس کو بے حقیقت اور بے معنی اور بے مقصد بتا چکا ہے۔

"ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ و کان امرہ فرطاً" (سورۃ الکھف : ۲۹)۔ اور ہرگز اس کی پیروی نہ کر "من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا" جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے۔ "واتبع ھواہ" وہ بھی خلا میں نہیں رہ سکتا۔ جب ہماری یاد سے غافل ہوتا ہے تو کیا کرتا ہے "واتبع ھواہ" اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرتا ہے، اپنی دلی آرزو کے پیچھے لگ جاتا ہے۔ "واتبع ھواہ و کان امرہ فرطاً" اور اس کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا معاملہ ہوتا ہے۔ یعنی ایسا معاملہ ہے کہ جو حدیں پھلانگ چکا ہے اور اب اس کا ایک انتہا سے دوسری انتہا کی طرف دائمی سفر ہے۔ یعنی یہ مراد نہیں کہ ایک مقام پر کھڑا ہوگیا اور وہ آخری تجاوز کا مقام ہے۔ تجاوز سے مراد ایک سفر ہے جہاں ہر اگلی حالت پہلے سے زیادہ بےاعتدالی کی حالت ہوتی ہے۔ ہر اگلا اندھیرا پہلے سے زیادہ سخت اور ظالم اندھیرا ہوتا ہے۔ "من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا" یہاں ضمیر خدا تعالیٰ نے اپنی طرف پھیری ہے کہ ہم اس کے دل کو اپنے ذکر سے غافل کر دیتے ہیں۔ دراصل یہ ایک جزا ہے جس کا ذکر کیا جارہا ہے اور ایک ایسے انداز میں ذکر کیا جارہا ہے جس سے خدا کی شان تمجید ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا مجد، اس کی عزت، اس کا وقار، اس کی بلندی۔ ہم جب کسی کو چاہتے ہیں اور وہ ہمیں نہیں چاہتا تو اس کے باوجود ہم اس کے پیچھے لگے رہتے ہیں اور بسااوقات انسان اپنی زندگی اسی طرح کے سراب کی پیروی میں بھی ضائع کردیتا ہے۔ جو لذت اس کو نصیب ہونی ہی نہیں جو اس کے حصے کی چیز نہیں ہے اکثر اس کی پیروی میں لگا رہتا ہے یہ بھی ایک اندھیرا ہے۔ مگر جب نہیں بھی پاتا یا رد بھی کیا جاتا ہے جب بھی بسا اوقات وہ طلب مرتی ہی نہیں ہے یہ اس کے ادنیٰ مقام کا نشان ہے، یہ اس کے احتیاج کی علامت ہے۔ پس جو عشاق اپنے محبوب، اپنے مطلوب کو نہ پائیں اور پھر بھی اس کے پیچھے لگے رہیں اور اکثر دنیا کے عشاق کا یہی حال ہوتا ہے یہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ان کا مقام دراصل ادنیٰ ہے۔ وہ اپنی ذات میں غنی نہیں ہیں، مستغنی نہیں ہیں۔ اور وہ جس کی طلب ہے اگر وہ ان کو جواب میں پیار عطا نہ کرے تو ان کی زندگی محرومیوں کا شکار رہے گی۔ ایسی صورت میں وہ اپنے دل پر ان کی یاد کے خلاف کوئی پردہ نہیں ڈالتا بلکہ پردہ پڑنے بھی لگے تو اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے میں ساری عمر اسی کی پوجا کروں اسی کے پیچھے لگا رہوں کسی اور کا خیال تک میرے دل میں نہ آئے، ٹھوکریں لگتی ہیں تو ٹھوکریں لگتی رہیں مگر آخر دم تک میں اسی محبوب کا پجاری بنا رہوں۔ یہ انسانی فطرت ہے جو اسے اپنے لاحاصل عشق پر ثبات قدم عطا کرتی ہے۔ ایسا عشق جو لاحاصل ہے اس کا فائدہ کوئی نہیں پھر بھی اسے ثبات قدم ہے۔ یہ ثبات قدم خوبی کا ثبات قدم نہیں ہے۔ یہ استقلال ایسا نہیں جس کی تعریف کی جائے۔ یہ اس کی کمزوری کا مظہر ہے وہ بےچارہ اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ایسا بےچارہ نہیں ہوں کہ تم مجھے نہ چاہو اور میں تمہارے بغیر نہ رہ سکوں بلکہ میں تو بےنیاز ہوں۔ حقیقت میں میں جو تمہارے دل میں آتا ہوں تو تمہاری ضرورت کے خیال سے۔ اگر تم نہ چاہو گے تو مجھے کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہے کہ تمہارے دل میں براجمان ہوں۔ "اغفلنا قلبہ عن ذکرنا" ایسا شخص جو ہماری یاد کو پیار اور محبت سے نہیں دیکھتا یعنی جس طرح اردو میں تو ہم کہتے ہیں ہماری بلا سے، خدا فرماتا ہے مجھے اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں پھر کہ میں اسے یاد رہوں یا نہ رہوں۔ بلکہ ہم خود اپنی عزت اور اپنی شان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس کے دل پر اپنی طرف سے پردے ڈال دیتے ہیں۔ اس کے مددگار بن جاتے ہیں ان چیزوں میں جو وہ خود اپنے لئے پسند کر بیٹھا ہے۔ تو وہ موقعے ہی ہاتھ سے جاتے رہتے ہیں جن موقعوں میں خدا کی یاد اس کو آسکتی ہے اور جتنا انسان خدا کے مخالف سمت سفر اختیار کرتا ہے، جو اندھیروں کا سفر ہے، اتنا ہی خدا کی سمت میں اور پردے اترتے جاتے ہیں اور ہر پردہ اس کے اندھیروں کو زیادہ گہرا کر دیتا ہے۔ تو فرمایا کہ "لا تطع من اغفلنا قلبہ" اس کے پیچھے نہ لگ جانا اس کی پیروی نہ کرنا۔ یعنی اس کی تمنائیں، اس کی آرزوئیں، اس کی خواہشات، جب وہ تم میں بیٹھے گا تو بتائے گا کہ میں نے یہ یہ چیزیں حاصل کیں، اس طرح میں نے دنیا کمائی، اس طرح میں نے دوست کمائے، اس طرح عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتا ہوں، یہ یہ چیزیں چاہتا ہوں، یہ جب سنو گے تو تمہارے دل میں ادنیٰ بھی حرص پیدا نہیں ہونی چاہئے۔ اس کا تم سے کیا تعلق جس کا خدا سے تعلق نہیں۔ اس کی پیروی نہیں کرنی سے مراد ہے اس کی تمناؤں کی پیروی نہیں کرنی، اس کے طرز زندگی کی پیروی نہیں کرنی۔ اس طرح بےنیاز ہو کر اس کو دیکھو جیسے خدا بےنیاز ہو کے اس کو دیکھتا ہے۔ "واتبع ھواہ" وہ پھر اپنے "ھویٰ" کی پیروی کرتا ہے۔ تم تو ہوا و ہوس کی پیروی کرنے والے نہیں ہو۔ "و کان امرہ فرطاً" اور اس کا معاملہ حد سے تجاوز کرنے لگ گیا ہے۔ جب تجاوز کرتا ہے تو پھر ایک اور مقام ایک تیسری منزل اندھیرے کی اس کے سامنے لے آتا ہے۔

فرماتا ہے "ان الساعۃ اٰتیۃ اکاد اخفیھا لتجزیٰ کل نفس بما تسعیٰ" (سورۃ طٰہٰ : ۱۶) قیامت یقیناً آنے والی ہے "اکاد اخفیھا" قریب ہے کہ میں اسے ظاہر کردوں۔ "لتجزیٰ کل نفس"۔ یہاں "اخفیھا" کا جو مضمون ہے اس کے دونوں معنے ہیں مخفی رکھنا بھی اور ظاہر کرنا بھی۔ اس آیت کی

PHONE :- 543105

Star CHAPPALS

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS.

105/661, OPP. BLOCK NO. 7 FAHIMABAD COLONY

KANPUR-1 Pin.- 208001.

تفسیر کا یہاں اس وقت موقع نہیں، باقی اس کے پہلوؤں پر اس وقت تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے، اس تعلق میں اس کا یہی معنیٰ ہوگا "ان الساعة اتیة اکاد اخفیها" بعید نہیں کہ میں اسے ظاہر کردوں یا قریب ہے کہ میں اسے ظاہر کردوں "کل نفس بما تسعیٰ" ہر نفس پر اس معاملے میں جس کی اس کو جزا دی جائے گی جس کے لئے وہ کوشش کر رہا ہے۔ جزا کا تعلق "لتجزیٰ" سے ہے اور "بما تسعیٰ" کا مطلب ہے جس کی وہ کوشش کر رہا ہے۔ پس اس ترجمے کی تفصیل یوں بنے گی کہ قیامت تو بہرحال آنے والی ہے۔ تم لوگوں کو دکھائی نہیں دے رہی ایسا شخص جو دنیا کی پیروی کر رہا ہے، دنیا کے دھوکوں میں مبتلا ہے، اسے آئندہ کی زندگی کی طرف اپنے بڑھنے کا احساس تک نہیں۔ لیکن ایک ایسی منزل ضرور آئے گی جہاں پچھلی دنیا دکھائی دینی بند ہو جائے گی اور اگلی دنیا دکھائی دینے لگے گی۔ وہ وقت ہوگا یعنی موت کا وقت جب وہ جانتا ہے کہ اس کا پچھلا سفر تو ختم ہوا اس کا کچھ بھی حاصل نہیں ہوا اگلا سفر اب قریب ہے۔ اسے سوائے آخرت کے پھر اور کوئی خیال نہیں آتا وہ کون سا وقت ہے "لتجزیٰ کل نفس بما تسعیٰ" تاکہ جزا دی جائے ہر اس جان کو جس نے کچھ دنیا میں کمایا ہے یا کچھ کوشش کی ہے۔

"فلا یصدنک عنها من لا یومن بها" پس وہ لوگ جو اس پر ایمان نہیں لاتے جب تک وہ اس آخری منزل تک نہیں پہنچتے اگر تم ان کے قریب رہو گے تو وہ تمہیں بھی اس سے ہٹالیں گے تمہیں بھی اس راہ سے روک دیں گے۔ پھر عجیب بیان ہے ایک طرف یہ قطعی خبر ہے کہ ہر جان لازماً اس مقام تک پہنچائی جائے گی جہاں اس پر بعد کی زندگی روشن کردی جائے گی اور پردے اٹھائے جا رہے ہوں گے لیکن جن کو اس وقت دکھائی دے گا فرمایا وہ پہلے ایمان نہیں لاتے۔ اگر پہلے ایمان لاتے تو انہیں پہلے بھی دکھائی دیتا۔ ایسے لوگوں کے قریب نہ رہو، ایسے بے ایمانوں کے ساتھ دوستی نہ کرو۔ جن کو آخرت پر یقین نہیں ہے۔ یقین تو ہوگا لیکن اس وقت ہوگا جب ان کے لئے دیر ہو چکی ہوگی اور بے فائدہ ہو چکا ہوگا۔ جب موت کے چنگل میں مبتلا ہوں گے اس وقت وہ دیکھ لیں گے اور فرمایا ضرور ایسا وقت آنے والا ہے۔ مگر جب تک وہ نہیں دیکھتے وہ دوسروں کو اس راستے سے روکتے ہیں۔ فرمایا تجھے ایسے لوگوں کا تعلق روک نہ دے۔ "من لا یومن بها واتبع هواه فتردیٰ" (سورۃ طٰہٰ : ۱۷) وہ اپنی ہوا کی پیروی کرنے والے لوگ ہیں وہ رضائے باری تعالیٰ کی پیروی نہیں کرتے۔ پس اگر تو ایسے لوگوں سے دوستی رکھ کر ان کے پیچھے لگے گا تو تو بھی ہلاک ہو جائے گا۔ "فتردیٰ" لازماً تو ہلاک ہوگا اور ہلاکت کی آخری شکل کیا ہے۔ فرماتا ہے "ارء یت من اتخذ الٰهه هواه افانت تکون علیه وکیلاً" (سورۃ الفرقان : ۴۴)۔ کیا تو نہیں جانتا کہ ایسے لوگوں کی ظلمت پھر بالآخر کتنی گہری ہو جاتی ہے۔ پہلے وہ اپنی ھویٰ کے پیچھے چلتے ہیں پھر اپنی خواہش کو معبود بنا لیتے ہیں۔ پہلے اس کی پیروی کرتے ہیں اس کو حاصل کرنے کے لئے۔ پھر جس کو وہ حاصل کرنے کی پیروی کرتے ہیں وہ چیز ان پر سوار ہو جاتی ہے ان پر قبضہ کر لیتی ہے اور یہ لوگ اپنی خواہش کا غلام بن جاتے ہیں اور جب خواہش کا غلام ہوں تو اس کی عبادت کرنے لگتے ہیں۔ اور یہ وہ مضمون ہے جو ایک گہری انسانی فطرت پر روشنی ڈال رہا ہے جس سے تمام دنیا کے مذاہب کا تعلق ہے۔

لازم ہے کہ آپ اپنے ماحول پر یہ نظر رکھیں کہ لعب کو اپنی حدود کے اندر رکھیں، لھو کو اپنی حدود کے اندر رکھیں اور اپنی اولاد کو ان حدود سے تجاوز نہ کرنے دیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ بے خدا کوئی انسان رہ نہیں سکتا۔ ناممکن ہے کہ کوئی شخص خدا کے بغیر رہ سکے کیونکہ خدا کی طلب اس کی فطرت میں مرتسم فرما دی گئی ہے۔ قول "بلیٰ" سے ہر روح نے یہ اقرار کیا ہے کہ ہاں ہمارا ایک رب ہونا چاہئے اور ہے، کیوں نہیں ہے۔ پس وہ لوگ جو حقیقی رب سے تعلق توڑتے ہیں یہ وہم ہے کہ وہ بے خدا رہتے ہیں۔ فرمایا ان پر ان کی خواہشات اس طرح غالب آ جاتی ہیں جیسا مومن بندوں پر خدا کا تصور غالب آتا ہے۔ اور اندھا دھند ان خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں وہ جرائم میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ خواہش کا شیطان ان کو کسی برے رستے سے روکتا نہیں بلکہ برے رستوں کی طرف بلاتا اور اکساتا ہے اور آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے لیکن عبادت کے بغیر وہ نہیں رہتے۔ پس دنیا ان کی عبادت کی جگہ بن جاتی ہے۔ دنیا کی پیروی ان کی عبادت ہو جاتی ہے اور دنیا ان کا معبود بن جاتی ہے۔ اب جتنی بھی قومیں خدا سے ہٹی ہیں ان کو دیکھ لیں دنیا ان کا معبود ہے، سب کچھ دنیا ہے، اور اتنے انہماک سے ان کی پیروی کرتے ہیں کہ وقتی طور پر خدا ہی کے قانون کے تابع اس معبود باطل کی پرستش کے نتیجے میں کچھ نہ کچھ اپنے مقاصد کو حاصل بھی کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے جو فرمایا:

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَاۗءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۝۱۰۳

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝۱۰۴

اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝۱۰۵

(سورۃ الکہف : ۱۰۳ تا ۱۰۵)

یہ جو آخری ٹکڑا ہے اس آیت کا یہ ہے جس کا اس آیت سے جو زیر نظر ہے اس سے گہرا تعلق ہے۔ "الذین ضل سعیهم فی الحیوٰة الدنیا" جب دنیا ان کی معبود ہو جائے تو ان کی تمام تر کوششیں اس معبود کی عبادت میں خرچ ہوتی ہیں اور کچھ حاصل بھی کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ دنیا ان کو ضرور حاصل ہونے لگتی ہے اور اسی دھوکے کی زندگی میں، اسی روشنی میں جس کو میں قرآن کی تعریف میں اندھیرا کہہ رہا ہوں اس میں وہ دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں ہم نے تو بہت کچھ حاصل کرلیا ہم تو صنعتوں پر غالب آگئے ہیں ہمارے جیسا کاریگر تو دنیا میں کبھی پیدا نہیں ہوا! اور صنعتوں کی وجہ سے ہم دنیا پر غالب آئیں گے اور دنیا کو نیچا دکھا دیں گے یہ مضمون ہے جو اس پیروی سے وابستہ ہے۔ "انهم یحسنون صنعاً" یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق فرمایا گھاٹا کھانے والے تو ہیں مگر آخرت میں گھاٹا کھانے والے ہیں۔ دنیا کی زندگی تو ان کو ملے گی مگر یہ دنیا کا معبود آخرت میں ان کے کام نہیں آئے گا۔ اس معبود کو وہ پیچھے چھوڑ کر آگے جائیں گے۔ نہ ان کا ولی ہو سکے گا، نہ ان کا شفیع ہو سکے گا۔

تو ھویٰ جو ہے یہ دیکھنے میں تو ایک دل کی تمنا تھی اور انسان کہتا ہے کہ کیا حرج ہے کہ انسان اپنی خواہش کو پورا کرلے خدا ہی نے تو فطرت میں پیدا کیا ہے اور کئی لوگ یہ سوال اٹھاتے ہیں۔ کہتے ہیں عجیب ہے اللہ تعالیٰ، ایک طرف دل میں طلب رکھ دی ہے کہ یہ بھی لو، وہ بھی لو، یہ بھی مزہ کرو اور جنسی طلب بھی ہے، مال و دولت کی بھی طلب ہے اور فخر و مباہات کی بھی طلب ہے اور دوسری طرف رستے بند کردیئے ہیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے مجھے لکھا وہ اپنی طرف سے نفسیات کے ماہر تھے انہوں نے لکھا یہ تو نفسیات کے خلاف بات ہے۔ کیا آپ کا مطلب ہے کہ ہر انسان مریض بن جائے۔ میں نے کہا آپ کا سوال جو ہے یہاں نہیں ٹھہر رہا آگے بھی چلتا ہے۔ آپ جب کسی سٹور میں جاتے ہیں وہاں آپ کو اچھی پیاری پیاری چیزیں ملتی ہیں کیا آپ کے دل میں آرزو نہیں ہوتی کہ اس کو اٹھالیں۔ اٹھاتے کیوں نہیں؟ کیوں نفسیاتی مریض نہیں بن جاتے؟ کوئی خوبصورت لڑکی دکھائی دیتی ہے دل چاہتا ہے کہ اپنے خاوند کے ساتھ نہ ہو میرے ساتھ چلے کیا کبھی آپ نے جھپٹ کے اس کو کھینچ کر اپنے خاوند سے الگ کیا ہے؟ کسی خوبصورت کوٹھی، کسی محل کو دیکھتے ہیں آپ کا طبعی دل بتائیں چاہتا ہے کہ نہیں؟ کیا فطرت کی یہ آواز اٹھتی ہے کہ نہیں کہ ہاں کاش یہ میرا ہوتا؟۔ تو پھر دندناتے ہوئے چلے جائیں کیوں اپنی خواہش کو دباتے ہیں؟۔ نفسیاتی مریض کیوں نہیں بن گئے؟ محض جہالت ہے۔ نفسیات کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں ماہرین نفسیات نے بڑے بڑے بےہودہ اور پاگلوں والے نتیجے نکالے ہیں۔ اور اسی کے نتیجے میں آج کل کے اس تعلیمی ماحول پر بہت ہی بداثر پیدا ہوا ہے۔ جہاں نیکی کے معاملات ہوں، جہاں خدا کی حدود کی باتیں ہوں وہاں سکول کے بچوں کو کہتے ہیں "ہیں ہیں" تمہیں کیوں روکتے ہیں ماں باپ۔ ان کا کیا حق ہے۔ تمہاری فطرت کی آواز ہے جاؤ بدمعاشیاں کرو، آوارگی کرو، جو چاہو کرو، کوئی تمہیں روکنے والا نہیں۔ جب دنیا کے قوانین کو توڑتے ہیں تو وہاں ان کی پکڑ کے ہاتھ سخت ہو جاتے ہیں۔ محض ایک منافقت ہے، ایک دھوکہ ہے اور متاع الغرور میں منافقت کی زندگی بھی داخل ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ھویٰ کو معبود بناؤ گے تو پھر کوئی حد باقی نہیں رہے گی۔ کیونکہ معبود تک پہنچنے کے لئے رستے میں کوئی قانون حائل نہیں ہو سکتا۔ معبود تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے دوڑو اور اس کی طرف چلے جاؤ۔ تو اس کے آخری نتیجے تک تم پہنچو گے۔ دنیا تمہاری معبود ہوگی تو رستے کے تمام قوانین، تمام انسانی فطرت کے تقاضے جو تمہیں تہذیب سکھاتے ہیں جو تمہیں بعض مقامات پر رکنے کی تعلیم دیتے ہیں، جو آواز دیتے ہیں کہ اس سے آگے تم نے قدم نہیں رکھنا ہر ایسے موقع پر تمہیں اپنی خواہش کی گردن پر چھری پھیرنی پڑتی ہے تب دنیا میں امن قائم ہوتا ہے۔ اگر خواہش تمہارا معبود بن گئی تو دنیا کی گردن پر چھری پھیرنی پڑے گی، دنیا کے حقوق برباد کرنے پڑیں گے تب تم اپنی خواہش کی پیروی کرسکتے ہو ورنہ یہ طاقت تمہیں نصیب ہی نہیں ہو سکتی۔ یہ لہو و لعب کے تعلق میں وہ آخری اندھیرا ہے جس کا ذکر قرآن کریم نے دوسری آیت میں کھول کر بیان فرمایا۔ فرمایا اس کو معبود نہ بنا بیٹھنا۔ اگر یہ معبود بن جائے گا تو ہر بات جس کی تمہاری فطرت میں طلب ہے وہ جائز رستوں پر نہیں رہے گی۔ وہ تمہاری قربانی کے نتیجے میں نہیں بلکہ دنیا کی قربانی کے نتیجے میں زندگی پائے گی، زندگی کا پانی حاصل کرے گی یعنی دوسروں کا خون تمہاری غذا بن جائے گا۔ اور ایسی دنیا بے امن ہو جاتی ہے۔ ایسی دنیا میں ہر طرف ایک لاقانونیت کا دور چلتا ہے۔ ہر سکون چھینا جاتا ہے۔ ہر امن کی پناہ گاہ میں ظالم داخل ہو جاتے ہیں۔ اور ہر گھر میں سند لگ جاتی ہے یعنی ہر گھر میں نقب لگ جاتی ہے اور کوئی گھر، گھر باقی رہتا ہی نہیں ہے۔ یہ آج کا دور جو ہے اس میں لعب و لہو نے بعینہ یہ نقشہ پیدا کردیا ہے۔

پس قرآن کریم نے جو یہ فرمایا کہ خدا کے سوا اگر کوئی اور معبود ہوتے تو دنیا تباہ و برباد ہو جاتی، فساد

تندرستی ہزار نعمت ہے

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR

ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA

چیف کوچ :- محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر حیدرآباد

M. A. SALEEM (BODY BUILDER)
H. NO. 18-2-888/10/71. NIMRA COLONY
FALAKNUMA POST - 500253.
HYDERABAD (A.P.) INDIA

برپا ہو جاتا۔ وہ ایک دوسرے کی بادشاہی سے چیزیں لے اڑنے کے لئے کوشش کرتے۔ یہ ایک پہلو ہے اس کی تفصیل ہے۔ جب غیر اللہ کی عبادت کروگے تو سب سے خطرناک عبادت اپنے نفس کی عبادت ہے۔ اپنے نفس کی عبادت کے نتیجے میں جہاں خدا کی ملکیت ہے، جہاں تمہارے ہاتھ روکے گئے ہیں، جہاں تمہارے قدم تھامے گئے ہیں نہ ہاتھ رکیں گے نہ قدم چلنے سے باز آئیں گے۔ اس طرف بڑھیں گے اور وہ جس طرف بڑھیں گے وہ عملاً خدا کی ملکیت ہے مگر عطا اس کے بندوں کو ہوئی ہوتی ہے۔ براہ راست خدا سے نہیں کوئی چھین سکتا کچھ۔ خدا کی تقسیم میں رخنہ ڈالتا ہے۔ جن خدا کے بندوں کو عارضی ملکیت نصیب ہوئی ہے ان کا امن ٹوٹتا ہے۔ اور اس دور میں جیسے شیشے میں تصویر دکھائی دیتی ہے اور شیشہ اس تصویر کو اچھال کر باہر پھینکتا ہے اس طرح سوسائٹی تمہاری تصویر کو اچھال کر تمہارے منہ پہ مارے گی۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ تم لوگوں کے امن اٹھاؤ، اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے لوگوں کے امن برباد کرو اور تمہارا امن برباد نہ ہو۔ ایسی سوسائٹی میں پھر ہر ایک کا امن برباد ہو جاتا ہے۔ اور جھوٹے خدا کی عبادت یہاں تک پہنچائے گی اس کے سوا تمہیں کچھ نہیں پہنچا سکتی۔ تو ایسا طبعی منطقی نتیجہ ہے کہ اس سے مفر ہی کوئی نہیں ہے۔ جو چاہو کرلو، جتنی چاہو دلیلیں تلاش کرو جو نتیجہ قرآن نے نکالا ہے کہ اندھیرے کی پیروی میں ٹھوکریں ہی ٹھوکریں ہیں اور ہلاکت ہی ہلاکت ہے، جتنا آگے بڑھوگے اتنا ہی زیادہ خوفناک نتائج منہ پھاڑے تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے اور تم ان چیزوں کے غلام بن جاؤ گے جن کو اپنا غلام بنانے کے لئے ان کی پیروی شروع کی تھی۔

پس اللہ تعالیٰ ان سب اندھیروں سے ہمیں بچائے۔ اور اس کی مزید تفصیلات کی بھی ضرورت ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو اس مضمون کو روزمرہ کی انفرادی زندگی میں مزید چسپاں کرکے آپ کو دکھانے کی کوشش کروں گا کہ کن اندھیروں سے بچنا ہے تاکہ خدا کا نور حاصل کرنے کے لئے جگہ تو بنے۔ جس دل کو اندھیروں نے گھیر رکھا ہو، وہاں کوئی جگہ نہ ہو خدا کے نور کے لئے وہاں خدا کا نور نہیں آئے گا کیونکہ وہ اندھیرے سے شکست نہیں کھاتا، خدا کی غیرت اسے واپس کھینچ لیتی ہے۔ پس یہ وہم ہے کہ خدا کا نور اندھیروں سے شکست کھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی رفعت اور اس کی غیرت برداشت نہیں کرتی کہ جس دل میں اس کے نور کی طلب نہ رہے وہاں اپنے نور کو زبردستی ٹھونس دے۔ وہ واپس بلاتا ہے اور پردے ڈالتا رہتا ہے کہ تمہیں میں اس نور سے خوب بچاؤں گا جس نور سے تم خود بچنے کی کوشش کر رہے ہو، جس سے تم متنفر ہو چکے ہو۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں اس مضمون کو سمجھنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور عملی زندگی میں جاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ یہ محض علمی دلچسپی کی باتیں نہیں ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں، ٹھوس حقائق ہیں جن کو سمجھنے کے نتیجے میں، جن پر عمل کرنے کے نتیجے میں ہماری زندگی بھی تبدیل ہو سکتی ہے اور ہمارے ماحول بھی سدھر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

داخلہ مدرسہ احمدیہ و حفظ کلاس

مدرسہ احمدیہ قادیان کا نیا تعلیمی سال ۱۶؍اگست ۱۹۹۶ء سے شروع ہو رہا ہے۔

خواہشمند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر نظارت تعلیم کو ارسال کریں۔ داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

داخلے کی شرائط

(۱)۔ درخواست دہندہ واقف زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔

(۲)۔ جسمانی اور ذہنی طور پر صحتمند ہو۔

(۳)۔ کم از کم میٹرک یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔

(۴)۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔

(۵)۔ عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔ (گریجوٹ پاس ہونے کی صورت میں عمر ۲۲ سال سے زیادہ ہو استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دئے جانے کے بارے میں غور ہو سکے گا۔)

(۶)۔ حفظ کلاس کے لئے عمر ۱۲ سال سے زائد نہ ہو۔ قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو ہے

(۷)۔ امیر جماعت/صدر جماعت مطمئن ہو کر درخواست دہندہ وقف اور داخلے کے لئے موزوں

(۸)۔ درخواست دہندہ اپنی سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفکٹ امیر جماعت/صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع دو عدد فوٹو گراف پاسپورٹ سائز ۱۰؍جولائی ۱۹۹۶ء تک ارسال کریں۔

تحریری ٹیسٹ وانٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے گا۔ انٹرویو کی اطلاع بعد جائزہ دی جائے گی۔

قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے ٹیسٹ وانٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات خود کرنے ہوں گے۔

امیدوار موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے، رضائی بستر وغیرہ ساتھ لے کر آئیں۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

"خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمّل یہ دونوں صفات واقفین نو بچوں میں بہت ضروری ہیں"۔ (ارشاد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ)

بقیہ:۔ خلاصہ خطبہ جمعہ

حضور نے فرمایا کہ ہندوستان کے مسلمان پہلے ہی مظلوم ہیں لیکن جب یہ ظلم مذہب کے نام پر قانون بنا کر کئے جائیں تو بظاہر چاہے بھیانک دکھائی نہ بھی دیں تب بھی قوموں کی روح کچلی جاتی ہے اور ایک بڑے پیمانے پر قوم قتل کی جاتی ہے اور یہ قومی قتل انفرادی قتل اور انفرادی ظلم سے زیادہ سنگین ہے۔ ہندوستان کے مسلمان پہلے ہی اپنے حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں لیکن جب ان کی تمام تہذیبی اقدار کو یکسر پامال کر دیا جائے گا اور قانونی حق سے پامال کر دیا جائے گا تو پھر وہ بھیانک نقشہ نمودار ہوگا جس کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا احمدی اس دور سے گزرے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ جن لوگوں کے بنیادی حقوق چھین لئے جائیں ان پر کیا گزرتی ہے۔ پس ہم ایک تاریخ ساز دور میں داخل ہوئے ہیں جس کا آغاز نہایت بھیانک ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کو اپنے حالات پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ مذہب کے نام پر ظلم بہت بڑی جہالت ہے مگر چونکہ خدا کے نام پر ایسا کیا جاتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کبھی بھی ایسے ظالموں کو نہیں چھوڑا کرتا۔ ایسی قوموں کو ایک لمبے عرصہ تک سزائیں ملتی ہیں۔ یورپ کی تاریخ میں سپین کی مثال ہمارے سامنے ہے جہاں عیسائیت کی سربلندی کے نام پر پہلے مسلمانوں پر، پھر یہودیوں پر اور پھر عیسائیت کے دیگر فرقوں پر ظلم کئے گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سپین جو پہلے ایک عظیم ملک تھا تاریکی میں ڈوب گیا اور آج یورپ میں سب سے پیچھے رہ جانے والا ملک بن گیا ہے۔

حضور نے فرمایا پاکستان میں جب خدا کے بندوں پر ظلم کیا گیا ان بندوں پر جو سب سے زیادہ عشاق محمدؐ تھے، جن کو اسلام سے سب سے زیادہ محبت تھی، انہیں اسلام کے دشمن اور رسول اللہؐ کے گستاخی کرنے والوں کے طور پر مجرم بنا کر عدالتوں میں پیش کیا گیا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ ملک خدا کی پکڑ سے بچ جائے۔

حضور نے فرمایا کہ انفرادی طور پر الٰہی جماعتوں کو مظالم کا نشانہ بنایا جاتا ہے تو قربانیاں دینی پڑتی ہیں اور ہم شروع سے ہی قربانیاں دیتے آئے ہیں مگر جب حکومت قانون سازی کے ذریعہ ظلم شروع کر دیتی ہے تو پھر قوم کی زندگی اور اس کی سلامتی پر حملہ ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو پاکستان میں سرخروئی عطا فرمائی ہے۔ بڑی کامیابی کے ساتھ دشمنوں کے حملوں کو پسپا کرنے کی ہمت عطا فرمائی ہے۔ حکومت کی تمام تر کوششوں اور مظالم کے باوجود وہ احمدیت کے نام کو مٹانے میں ناکام رہی ہے بلکہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر جگہ خدا کے فضل کے ساتھ احمدیت مستحکم ہوتی گئی۔ یہ وہ توفیق ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔ پس قانون سازی کے ذریعہ اگر کوئی حکومت کسی قوم کو کچلنے کے درپے ہو تو اس قوم کا کچھ نہیں بچتا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اس کا حامی و ناصر ہو۔

حضور نے فرمایا، پس مسلمانوں کو اپنے کردار، اپنے نظریات پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔ مذہب کے نام پر کسی دوسرے انسان کا حق سلب کرنے کی اجازت کوئی مذہب نہیں دیتا اگر کوئی دیتا ہے تو وہ مذہب جھوٹا ہے پس اسلام کو جھوٹے مذہب کی صف میں لا کر کھڑا نہ کرو۔ اسلام تو انصاف کا ایسا علمبردار ہے کہ دنیا کے کسی مذہب میں انصاف کی حمایت میں ایسے عظیم الشان احکام موجود نہیں جیسی واضح تعلیمات اسلام نے دی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ان حالات میں جماعت احمدیہ پر سب سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اسلام کی تہذیب و تمدن پر حملہ ہونے والا ہے۔ پس جماعت کو قربانیوں کی صف میں آگے بڑھنا ہوگا اور ہر قیمت پر اس کے خلاف آواز بلند کرنا ہوگی۔ اپنے ملک میں بھی اور ہندوستان میں بھی۔ دونوں جگہ عقل اور نصیحت کی بات کے ذریعہ انقلاب برپا کرنے کی صلاحیت اگر کسی میں ہے تو وہ جماعت احمدیہ کو ہے۔ پس دعاؤں کی طرف متوجہ ہوں اور یہ یقین رکھیں کہ جو بھی انقلاب رونما ہونگے ضرور ہے کہ ہم دکھوں اور ابتلاؤں سے گزریں مگر جماعت احمدیہ کا جہاں تک تعلق ہے جان لیں ہمارا خدا کبیر بھی ہے اور متعال بھی اور انجام کار ہمیں نہ مایوسی ہے نہ ناکامی۔

حضور نے فرمایا ہندوستان کے احمدیوں کا فرض ہے کہ ہر سیاسی سطح پر مقامی ہو یا ملکی دانشوروں سے ملاقاتیں کریں اور ان کو بتائیں کہ کیا ظلم ہونے والے ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان کے اقتصادی حالات اس قسم کے ظالمانہ دور کو برداشت کر ہی نہیں سکتے۔ ایسے حالات میں نہ ہندو کو فتح ہوگی نہ مسلمان کو کیونکہ مذہبی انتہاپسندی نے کبھی دنیا کو سوائے بربادی کے کچھ نہیں دیا۔ ہندوستان کے ارباب اقتدار کو سمجھانا چاہئے کہ پاکستان سے نصیحت پکڑیں، عبرت حاصل کریں، دیکھیں اس ملک میں کس قدر خوفناک صورت حال ہے۔ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان قوموں کو ہوش کے ناخن دے اور وہ تباہی و بربادی سے بچ جائیں۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

AUTO TRADERS
طالبانِ دعا:۔
آٹو ٹریڈرز
۱۶ مینگولین کلکتہ-۷۰۰۰۰۱
فون نمبرز:۔ ۲۲۸۵۲۲۲
۲۲۸۱۶۵۲
۲۲۳۰۷۹۴

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM – 679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

جماعت احمدیہ کے افراد پر تبلیغ کی وجہ سے مقدمات

(۱)

[پریس ڈیسک]: سانگھڑ سندھ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ تین احمدی مسلمانوں مکرم مختار احمد صاحب معلم، مکرم محمد انور صاحب اور مکرم ماسٹر منظور احمد صاحب آف گولیکی، کے خلاف ایک مخالف سلسلہ کی درخواست پر تبلیغ کے جرم میں پولیس نے زیر دفعات ۲۹۸/سی اور ۲۹۵/اے تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ ۲۱ مارچ ۱۹۹۶ء کو درج کر دیا ہے۔ پولیس نے تلاشی لی تو معلم صاحب کے پاس سے بیعت فلم اور لٹریچر بر آمد ہوا جس کی وجہ سے مکرم مختار احمد صاحب معلم جماعت احمدیہ کا چالان کر دیا گیا ہے جبکہ دیگر دونوں دوستوں کو پولیس نے چھوڑ دیا ہے۔

(۲)

[پریس ڈیسک]: ربوہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم چوہدری اللہ دتا صاحب ولد مکرم تاج دین صاحب سکنہ دارالعلوم شرقی ربوہ اپنے عزیزوں کے پاس جلال پور بھٹیاں، ضلع حافظ آباد گئے جس پر ان کے بہنوئی عمر حیات نے لوگوں کے اکسانے کی وجہ سے ان پر تبلیغ کرنے کے جرم میں زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان مقدمہ درج کروا کے گرفتار کروا دیا۔ موصوف اس وقت گوجرانوالہ جیل میں ہیں۔ یہ مقدمہ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۹۶ کو درج کیا گیا۔

عمر حیات ولد محمد کھرل نے پولیس کو درخواست دیتے ہوئے لکھا۔

"سائل کی شادی احمدی خاندان میں ہوئی تھی۔ شادی کے بعد سسرال والوں کو اقلیت قرار دے دیا گیا اور حکومت پاکستان کے آرڈیننس کے مطابق احمدی خارج از اسلام ہیں۔ ملزم اللہ دتا جو سائل کا سالہ ہے اور ربوہ کا رہائشی ہے میرے اہل خانہ کو مذہب اسلام سے گمراہ کرنے کے درپے ہے۔ چونکہ سائل اس میں رکاوٹ بن چکا ہے جس سے ملزم اللہ دتہ کو تشویش ہے اور مجھے اب قتل کرنے کے درپے ہے اور میرے گھر کے افراد کو اسلام سے خارج کرنے کے درپے ہے۔ اندریں حالات استدعا ہے کہ سائل کو تحفظ جان و مال فراہم کیا جاوے اور ملزم کے برخلاف مداخلت مذہبی کی بابت پرچہ درج کرنے کا حکم صادر فرمایا جاوے"۔

پولیس نے اس درخواست پر مکرم چوہدری اللہ دتا صاحب کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے اور انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پاکستانی بھائیوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دشمن کے ہر شر سے محفوظ رکھے اور ہر لحاظ سے ان کا حافظ و ناصر ہو۔

روز بروز ترقی پائے مسلم ٹی وی احمدیہ

" مسلم ٹی - وی احمدیہ " کی بہت مبارک ہو آقا !
راہ نما مخلوق خدا کی بہت مبارک ہو آقا !

" ایم - ٹی -اے " کی صورت میں انعام الہی ہے پایا
دنیا کے ہر گوشہ میں پیغام صداقت پہنچایا
ہر ہر گھر اور ہر اک جا پہ علم محمدؐ لہرایا
علم محمدؐ لہرانے کی بہت مبارک ہو آقا !

مردہ دلوں اور روحوں کے جینے کی دوا ہے ایم ٹی اے
زندہ دلوں کا گہوارہ اور حق کی ندا ہے ایم ٹی اے
مظلوموں کے واسطے بھی رحمت کی ہوا ہے ایم ٹی اے
ظلم کے بادل چھٹ جانے کی بہت مبارک ہو آقا !

اتنی اچھی اتنی پیاری نظمیں اور تقریریں ہیں
اعلیٰ سے اعلیٰ عنواں ہیں پیاری سی تصویریں ہیں
شکر ہے اور صد شکر کہ اپنی بدل گئی تقدیریں ہیں
عزت اور عظمت پانے کی بہت مبارک ہو آقا !

میرے مولیٰ ! ایم - ٹی - اے دنیا کا ہادی بن جائے
اپنا ہر اک بچہ بوڑھا اس کا عادی بن جائے
اس کا ہر پیغام فقط " مہدیؑ کی منادی" بن جائے
اس پیغام کے پہنچانے کی بہت مبارک ہو آقا !

روز بروز ترقی پائے مسلم ٹی وی احمدیہ
ساری دنیا پر چھا جائے مسلم ٹی وی احمدیہ
بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھائے مسلم ٹی وی احمدیہ
دین کے غالب آ جانے کی بہت مبارک ہو آقا !

غیر کے در پہ کبھی خلیق نہ ہونے دے گا سر کو خم
نام محمدؐ جپتے رہیں گے تاوقتیکہ نکلے دم
ہر اک دل کی آس ہے جو اور ہر دکھ کا جو ہے مرہم
دل سے دل کے مل جانے کی بہت مبارک ہو آقا !

خلیق بن فائق گورداسپوری

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ

(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)

- (منجانب) -

یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

وقفِ نو

بچوں کی صحیح تربیت اور نگہداشت ہمارا قومی فریضہ ہے۔

(ادارہ)

بدر کی توسیعِ اشاعت میں حصہ لینا ہر احمدی کا قومی فریضہ ہے

(مینیجر بدر)

PHONE, 26-3287.

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES.

AMBASSADOR & MARUTI

P, 48. PRINCEP STREET

CALCUTTA - 700072.

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرّحیم

جیولرز

پروپرائیٹر:- سیّد شوکت علی اینڈ سنز

پتہ:- خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری۔ نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون:- ۶۲۹۴۴۳

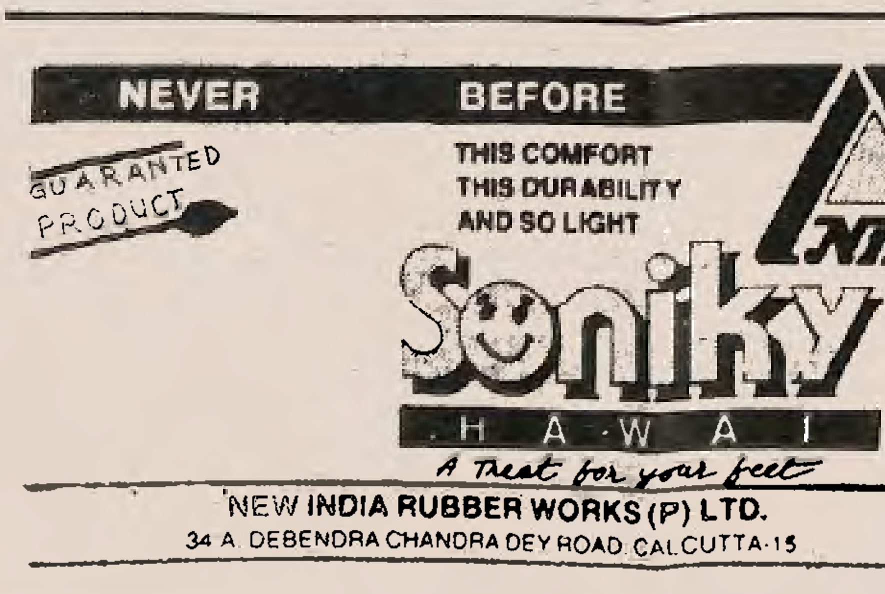

طالبِ دُعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنّان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

SPECIALIST IN:- LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.

19 A, JAWAHARLAL NAHRU ROAD, CALCUTTA - 700 087.